بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ٹیلیفون نمبر ۱۱

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم:- اتوار

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۰ پیسے

جلد ۵۹/۲۴ | ۲۰ محرم ۱۳۹۰ھ - ۲۹ امان ۱۳۴۹ہش، ۲۹ مارچ ۱۹۷۰ء | نمبر ۷۲

اخبارِ احمدیہ

■ ربوہ ۲۸ امان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق گزشتہ رات کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔ حضور ایدہ اللہ کی حرمِ محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے، ثم الحمد للہ۔۔۔ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت و عافیت کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

■ ربوہ ۲۸ امان۔ حضور ایدہ اللہ نے کل مسجد مبارک میں نماز جمعہ پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے قرآنِ مجید کی روشنی میں شوریٰ کی غرض و غایت اور اس کے طریقِ کار پر ایک پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ چونکہ اُس روز ۴ بجے سہ پہر جماعتِ احمدیہ کی ۵۱ ویں مجلس مشاورت شروع ہو رہی تھی اس لئے حضور نے نمازِ جمعہ کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی جمع کر کے پڑھائی۔

خطبہ جمعہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہرِ اتم، نورِ مجسم، مجددِ اعظم، معلمِ اعظم اور انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں،

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی کا افاضۂ روحانی تاقیامت جاری ہے اور آپ کی پیروی ہر زمانہ میں زندگی بخش ہے

ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم روحانی تجلیات کو خود مشاہدہ کیا ہے اس لئے ہم علیٰ وجہ البصیرت حقیقتِ محمدیہ کی معرفت پر قائم ہیں۔

ہمارے دِل کی گہرائی۔ روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ خاتم الانبیاء زندہ باد۔ ختم المرسلین زندہ باد

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰۔ امان ۱۳۴۹ ہش (مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

مرتبہ:- مکرم یوسف سلیم صاحب ایم۔ اے۔ شعبہ زود نویسی۔ ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

اس وعدہ کے مطابق کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوثر عطا ہوگا امتِ محمدیہ میں کروڑوں اربوں ایسے فدائی اور جاں نثار اور کامل متبع پیدا ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق

حقیقتِ محمدیہ کی معرفت

عطا کی گئی تھی۔

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے طفیل ہم نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم تجلّیاتِ روحانی مشاہدہ کیں اور ہماری جماعت بھی اُن خادموں اور غلاموں میں سے ہے جن پر حقیقتِ محمدیہ منکشف ہوئی اور جنہیں مقامِ محمدؐ کی معرفت عطا کی گئی اور وہ

علیٰ وجہ البصیرت ان باتوں پر قائم ہیں

اوّل یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ اتم ہیں۔ ہر نبی جو دُنیا کی طرف مبعوث ہوا اور ہر وہ بزرگ متبع جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور جلال کو قائم کیا وہ اپنے اپنے ظرف کے مطابق مظہرِ صفاتِ باری بنا لیکن وہ ایک ہی تھے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنہوں نے پورے طور پر اپنے وجود میں ان صفاتِ باری کو جذب کیا اور پھر اپنے وجود سے انہیں ظاہر کیا یعنی جن صفات کا تعلق اس عالمین سے ہے آپؐ ان کا مظہر بنے۔ ہمارے نزدیک یہی ایک وجود ہے جسے حقیقی اور کامل عرفانِ شیون باری عطا ہوا اور جو

اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر اتم ٹھہرے

اور پھر اس مقامِ محمدیت سے فیوض کی جو مختلف نہریں نکلتی ہیں۔ اُس نورِ مجسم سے نور کے جو مختلف ستون روحانی آسمانوں کی بلندیوں کی طرف اُٹھتے ہیں ان کے ہی مختلف جلوے ہمیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ذات میں نظر آتے ہیں۔ اور چونکہ آپؐ صفاتِ باری کے مظہرِ اتم تھے اِس لئے ایک طرف اللہ تعالیٰ سے آپؐ کا پختہ تعلق تھا اور دوسری طرف آپؐ کا جو تعلق اس کے بندوں سے، بنی نوع انسان سے تھا وہ بھی اتنا پختہ اور اتنا وسیع تھا اور اتنا عمیق تھا کہ ہمیں کوئی انسان اس میں آپؐ کا مقابلہ کرتا نظر نہیں آتا۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور غم خواری ایک ٹھاٹھیں

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہمیں آپؐ کی ذات میں نظر آتی ہے آپؐ نے صرف اُن پر ہی نگاہ نہیں رکھی جو آپؐ کے گرد آپؐ کے زمانہ میں رہتے تھے، جو پروانوں کی طرح آپؐ کے نُور کے ساتھ پٹے رہتے اور آپؐ کی محبت میں آپؐ کے وجود کی چمک دیکھ کر آپؐ کے اس روحانی وجود کے گرد طواف کرتے رہتے تھے صرف اُن پر ہی نگاہ نہیں رکھی اور اُن کی ضرورتوں ہی کو نہیں سمجھا اور صرف ان کو ہی پُورا کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ

یہ ایک حقیقت ہے

کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا مظہرِ اتم اُس وقت سے بنا دیا تھا کہ ابھی آدم اس دُنیا میں وجود پذیر نہیں ہوُا تھا۔ اور اُس وقت سے لے کر قیامت تک جتنے بھی انسان پیدا ہوئے اُن سب پر آپؐ کی نگاہِ کرم تھی اور ان کی ضرورت کے مطابق آپؐ کا احسان اُن لوگوں پر تھا۔

حضرت آدمؑ کے زمانہ میں

اُس وقت کی انسانی صلاحیت کے مطابق قرآنِ عظیم کا ایک حصّہ انہیں عطا ہوُا اور جب انسان نے روحانی ترقی کے مزید مدارج طے کر لئے تو حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ان کے زمانے کے مطابق اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں ان کی ضرورت کے مطابق اور حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ان کی قوم کی اُس زمانے کی صلاحیت کے مطابق انہیں قرآن کریم کے حصّے ملے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی آنکھ نے ان کے لئے جس چیز کی ضرورت محسوس کی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حکم سے وہی چیز ان کو عطا کر دی۔

آپؐ کی یہ مظہریت انتہیٰ اتم اور اکمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آپؐ کے وجود کو ظلّی طور پر اپنا وجود ہی قرار دیا اور فرمایا:۔

"قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

(بنی اسرائیل آیت ۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جَاءَ الْحَقُّ میں اَلْحَقُّ سے مراد خدا تعالیٰ کی ذات بھی ہے اور

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود

بھی ہے اور قرآنِ کریم کی شریعت و ہدایت بھی ہے۔

پس حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہرِ اتم ہونے کے نتیجہ میں ہر پہلے اور پچھلے پر نظر رکھتے ہیں اور ان کی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کو پُورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور قرآن کے وہ حصّے ان کو باذنِ الٰہی اور آنحضرت صلعم کے طفیل ملتے رہے جو ان کے مناسبِ حال تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کِس عظیم شان کے تھے ہمارے محمد خاتم النبیّین صلے اللہ علیہ وسلم۔

وہ لوگ جنہیں حقیقتِ محمّدیہ کا عرفان عطا ہوُا جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاودانی حیات ملی ہے۔ ایک زندہ نبی، خدا کا پیارا نبی صرف ہمارا یہ نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر ہی ہے جسے دُنیا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے جانتی ہے۔

"آپؐ نُورِ مجسّم تھے اور اس نورِ مجسّم پر جب آسمانوں سے اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی تو آپؐ نُوْرٌ عَلٰى نُوْر ہو گئے۔ کامل نُور کی صورت آپؐ بنی آدم کی طرف مبعوث ہوئے اور آدمؑ سے لے کر ہر نبی نے آپؐ ہی کے نُورِ نبوّت سے اپنی شمعِ نبوّت روشن کی"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس جاودانی زندگی کا ہمیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس پاک

ختم المرسلینؐ کا افاضۂ روحانی

قیامت تک جاری ہے اور آپؐ کی پیروی ہمیشہ ہی ہر زمانے میں اور ہر نسل کیلئے روحانی طور پر زندگی بخش ثابت ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ اگر کسی کو کچھ شُبہ ہو تو آج ہم (جماعتِ احمدیہ) اس کی تسلی کرانے کے لئے تیار ہیں کہ حقیقی روحانی حیات کے مالک حضرت محمد خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ حقیقی زندگی اور سچّی زندگی اور ہمیشہ رہنے والی کامل زندگی وہ ہے جس سے ہمیشہ کے لئے فیوض کے سرچشمے پھوٹتے رہیں اور وہ تمام انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہو۔

پھر ہم جنہیں مقامِ محمدیہ کی معرفت ملی ہے ہم جانتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم نُور کی حیثیت سے دُنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

"وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا" (النساء آیت ۱۷۵)

اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ النور کی آیت ۳۶ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ (النور آیت: ۳۶)

میں حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال دی گئی ہے۔ یعنی ایک تفسیر اس کی یہ ہے کہ

"اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ"

کا تو اللہ کے ساتھ تعلق ہے اور

"مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ"

سے جس کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہرِ اتم ہے یعنی خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اِس آیت میں یہ بیان ہوُا ہے کہ ایک طرف تو اپنی پیدائش اور خلق کے لحاظ سے اور ان قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو عطا ہوئی تھیں آپؐ نورِ مجسّم تھے اور اس نورِ مجسّم پر جب آسمانوں سے اللہ تعالیٰ (جو سرچشمہ ہے تمام انوار کا اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار بھی اسی سرچشمہ سے نکلتے ہیں) کی وحی نازل ہوئی تو آپؐ نُوْرٌ عَلٰى نُوْر ہو گئے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جو خداداد نُور تھے جو روحانی قوتوں اور استعدادوں کی شکل میں آپؐ کو عطا ہوئے تھے اُن پر جب اللہ تعالیٰ کی وحی کا نور نازل ہوُا تو کامل نور کی صورت آپ بنی آدم کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور آدمؑ سے لے کر ہر نبی نے آپؐ ہی کے نورِ نبوت سے اپنی شمعِ نبوت روشن کی۔

پھر ہم لوگ جو حقیقتِ محمّدیہ کو پہچانتے ہیں جانتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ان تمام اخلاقِ فاضلہ کو اپنے وجود اور اُسوہ میں جمع کرنیوالے تھے جس کی جھلک ہمیں گزشتہ تمام انبیاءؑ میں مختلف طور پر نظر آتی ہے۔ پس انبیائے ماسبق اور خدا تعالیٰ کے وہ پیارے جو بعد میں پیدا ہونے والے تھے ان سب کے اندر ہمیں

اخلاقِ فاضلہ کی جو جھلک

نظر آتی ہے جو متفرق طور پر آدمؑ سے لے کر قیامت تک بنی نوع انسان میں پھیلی ہوئی

ہے وہ تمام اخلاق ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع نظر آتے ہیں۔ اسی لئے قرآنِ کریم نے یہ فرمایا:۔

"اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (القلم آیت: ۵)

پھر ہم جو اس علم پر علیٰ وجہ البصیرت قائم کئے گئے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور ختم المرسلین ہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں اور دُنیا میں اس کی منادی کرتے ہیں کہ

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہی مجدّدِ اعظم ہیں

جس کے معنے یہ ہیں کہ اظہارِ صداقت کے لئے آپؐ جیسا کوئی اَور مجدّد پیدا نہیں ہوُا۔ سچائی کے اظہار کے لئے اور گُم گشتہ سچائی کو دوبارہ دُنیا میں لانے کے لئے آپؐ ہی سب سے بڑے مجدّد ہیں۔ روحانیت کے قیام کے لئے حقیقتاً آپؐ ہی آدم ہیں۔ کیونکہ آدمِ اوّل نے آپؐ ہی سے سچائی کو حاصل کیا اور آپؐ ہی کے طفیل اس سچائی اور صداقت کو وقت کے تقاضے اور پہلی نسل کی صلاحیت کے مطابق دُنیا پر ظاہر کیا۔ لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو مجدّدِ اعظم ہیں آپؐ کے طفیل تمام انسانی فضائل اپنے کمال کو پہنچے۔ پہلے کسی وجود میں یہ چیز ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس میں شک نہیں کہ انسان نے بعض پہلوؤں سے ترقی کی اور ایک حد تک کمال کو حاصل کیا لیکن یہ کہ ہر انسان اپنے تمام فضائل کو اپنے دائرۂ استعداد کے اندر کمال تک پہنچانے کے قابل ہو سکے یہ صرف حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہوُا۔ آپؐ دُنیا میں آئے اور اپنا کامل نمونہ دُنیا میں پیش کیا اور ایک کامل تعلیم انسان کے ہاتھ میں دی جس کے نتیجہ میں انسانی فضائل اپنے کمال کو پہنچ سکنے کے قابل ہوئے۔ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی تقاضے رکھے ہیں یا انسانی وجود کی جس قدر بھی تشنگیاں ہیں ان تمام کے لئے یہ سامان پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ سکے۔

اور ہم یہ جانتے ہیں کہ

معلمِ اعظم بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" (النساء آیت ۱۱۴)

وہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں عطا ہوُا ہے جو تم بحیثیت ایک بشر کے اپنے زور سے خود بخود حاصل نہیں کر سکتے تھے اور فضلِ الٰہی سے فیضانِ الٰہی سب سے زیادہ آپؐ پر ہوُا جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت جس کو ہم معارفِ الٰہیہ بھی کہتے ہیں؛ اور اسرار اور علومِ ربانی جو ہیں ان کے جاننے میں آپؐ اعلم تھے یعنی آپؐ سے زیادہ ان کا عرفان رکھنے والا کوئی بھی نہیں ہوُا۔ اور جو زیادہ جانتا ہے، جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہے وہی سب سے زیادہ سکھا بھی سکتا ہے۔ اگر آپ علم کی سَو اکائیاں فرض کریں تو جس شخص کو پچاس اکائی کا علم ہے وہ ساٹھ اکائی نہیں سکھا سکتا۔ سَو کی سَو اکائی وہی سکھا سکتا ہے جو خود سَو اکائی کا علم رکھتا ہو پس

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

میں اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو یہ بتایا کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر علم کے میدان میں (علمِ روحانی لیکن علمِ جسمانی کے اصول بھی اسی علمِ روحانی کے نیچے آتے ہیں) جتنا فضل حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوُا اُتنا کسی اَور پر نہیں ہوُا۔ جس قدر انسان کو علمِ روحانی کی ضرورت تھی وہ سب آپؐ کو سکھایا گیا اور آپؐ کے طفیل نوعِ انسانی اس قابل ہوئی کہ اگر وہ کوشش اور ہمّت سے کام لے تو اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنی علمی استعدادوں کو کمال تک پہنچا سکتی ہے۔

پس حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو خاتم الانبیاء ہیں وہی معلمِ اعظم ہیں اَور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور

خاتم الانبیاء کے یہ بھی معنے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو علم آپؐ کو ملا کسی اَور نبی کو نہیں ملا اور بنی نوعِ انسان کو علوم سکھانے کی جو قدرت آپؐ نے پائی وہ قدرت بھی کسی اَور کو نہیں ملی۔ پس آپؐ ہی خاتم الانبیاء ٹھہرے۔

پھر ہم لوگ یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا کے مربیٔ اعظم ہیں اور آپؐ کے ہاتھ سے دُنیا کا وہ فسادِ عظیم اصلاح پذیر ہوُا جو آہستہ آہستہ مدارجِ تنزّل میں سے گزر کر انتہائی طور پر بھیانک اور مفسدانہ ظلمات کی شکل میں انسان کے سامنے اُس وقت آیا جب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس فسادِ اعظم کی اصلاح کا کام آپؐ کے سپرد ہوُا اور آپؐ نے نہایت کامیابی کے ساتھ دُنیا کی اصلاح کی اور انسان کو اس قابل بنایا کہ اگر وہ چاہے تو اس فسادِ عظیم سے جو دُنیا میں رونما ہو چکا ہوُا تھا ان وسائل کے طفیل جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کے ہاتھ میں دیئے ہیں بچ سکے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی مغفرت کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لے۔

"حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ان تمام اخلاقِ فاضلہ کو اپنے وجود اور اُسوہ میں جمع کرنے والے تھے جس کی جھلک ہمیں گزشتہ تمام انبیاء میں مختلف طور پر نظر آتی ہے۔۔۔ ۔۔۔ آپؐ ہی مجدّدِ اعظم ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ اظہارِ صداقت کے لئے آپؐ جیسا کوئی اَور مجدّد پیدا نہیں ہوُا۔"

انسان توحید کو بھُول چکا تھا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے توحید کو زمین پر قائم کیا۔ آپؐ نے تمام مذاہبِ باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کیا۔ وہ جو گمراہ ہو چکے تھے ان کے شبہات مٹائے عقلی طور پر بھی اور مشاہدہ کے رنگ میں بھی اور ہر ملحد کے وساوس دُور کئے اور نجات کا سچّا سامان اس طرح پر انسان کے ہاتھ میں دیا کہ اصولِ حقّہ (جو حقیقی اصول تھے روحانی اور جسمانی ان) کی اسے تعلیم دے دی اور اس طرح انسان کے لئے نجات کے سامان ممکن اور مقدّر کر دیئے۔

ہم جو حقیقتِ محمدیہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں کہ

آپؐ ہی ختم المرسلین اور خاتم الانبیاء ہیں

ہم اپنے نفوس میں بھی یہ مشاہدہ کرتے ہیں اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ دُنیا بھی اِس بات کو سمجھنے لگے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا انسان کو خدا تعالےٰ کا محبوب بنا دیتا ہے۔

نقشِ قدم پر چلنے میں تین باتیں آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ آپؐ کے حُسن کو جاننا جس کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ضروری ہے کہ آپؐ کے حُسن کا علم حاصل کر کے بے اختیار ہو کر آپؐ کی محبّت میں کھو جانا۔ دوئم یہ کہ آپؐ کی عظمت کو پہچاننا۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں آپؐ کے مظہرِ الوہیت ہونے کا لگایا گیا۔ جو عظمت اور جلال ہمیں اللہ تعالےٰ میں (جو کہ تمام صفاتِ حسنہ سے متصف اور ہر عیب سے پاک ہے) نظر آتا ہے۔ وہ عظمت اور جلال ظلّی طور پر ہمیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ آپؐ اللہ تعالےٰ کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں۔

پس اللہ تعالےٰ کی ظلیت میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو عظمت اور جلال حاصل ہوا اس کی قدر کرنا اور اس کو پہچاننا آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ضروری ہے۔ تا کہ ہر انسان اپنے ظرف کے مطابق روحانی ترقیات کرتا ہوا اپنے رب کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرے۔ اور اس کی صفات کا زیادہ سے زیادہ مظہر بن سکے۔

نقشِ قدم پر چلنے کے لئے تیسری ضروری بات یہ ہے کہ

آپؐ کی کامل اطاعت کی جائے

پس جو شخص اللہ تعالےٰ کی توفیق سے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور آپؐ کی عظمت اور جلال اور آپؐ کے مقام کو پہچانتا ہے اور اس عشق کے نتیجہ میں اور اس عظمت کے رعب کے سایہ میں آپؐ کی کامل اطاعت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسکو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اور اسے ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو ایک محبوب کو محبت کرنے والے پیارے سے ملا کرتی ہے۔ چونکہ ہر چیز خدا تعالےٰ کی ہے اس لئے جو خدا تعالےٰ کا محبوب بن گیا اسے تو سب کچھ مل گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك

پھر ہم جو حقیقت محمدیہ کا عرفان رکھتے ہیں ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم اس صفت میں کہ آپؐ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں یکتا اور بے نظیر ہیں۔ آپؐ کی محسنانہ ہمدردی اور مشفقانہ غم خواری کا کسی ایک فرد یا ایک قبیلہ یا ایک خاندان سے تعلق نہیں بلکہ ساری دنیا سے اس کا تعلق ہے! پھر کسی ایک زمانہ سے اس کا تعلق نہیں قیامت تک کے زمانوں سے اس کا تعلق ہے۔ ایسی سچی کامل اور ہمہ گیر ہمدردی کسی اور وجود میں تو ہمیں نظر نہیں آتی۔ ویسی ہمدردی تو کجا میں تو سمجھتا ہوں اس کا ہزارواں حصہ بھی اس کا کروڑواں حصہ بھی ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتا۔

اور اگر کسی شخص کی فضیلت اس کے اُن کاموں سے ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی ثابت ہو تو ہم گواہی دیتے ہیں اور اس حقیقت کی دنیا میں منادی کرتے ہیں کہ اس صفت میں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں اور تمام انسانوں سے بڑھ کر بے نظیر انسان ہیں اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر اس وقت میں نے صرف بعض کو لیا ہے اور جماعت کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے (میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس بات کو سمجھ گئے ہوں گے) کہ

مقام محمدیہ کی جو معرفت ہمیں حاصل ہے

آج وہ ہمارے غیر کو حاصل نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک کروڑوں اربوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق یہ معرفت ملی۔ ہم نے اس عرفان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور پہلوں کی طرح جنہیں یہ عرفان اور معرفت عطا ہوئی تھی حقیقی معنی اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی "خاتم الانبیاء زندہ باد" کا نعرہ لگا سکتا ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔ ہم جب

خاتم الانبیاء زندہ باد

ختم المرسلین زندہ باد

کا نعرہ لگاتے ہیں تو ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے۔ ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں۔ اور ہمارے دل کی گہرائی ہماری روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرہ ذرہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ

خاتم الانبیاء زندہ باد
ختم المرسلین زندہ باد

لیکن بعض وہ بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے تاریخ کی دوریوں اور ماضی کے دھندلکوں میں افقِ انسانی پر دُور سے ایک چمک تو دیکھی اور اس چمک سے وہ ایک حد تک گھائل بھی ہوئے لیکن ابرِ رحمت ان پر نہیں برسا۔ ماضی کے دھندلکوں میں وہ جو ایک چمک انہیں نظر آئی۔ اس پر فریفتہ ہو کر اور اس کے عاشق ہو کر وہ بھی خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ لگا لیتے ہیں لیکن ان کا نعرہ عارفانہ نعرہ نہیں ہے بلکہ مجوبانہ نعرہ ہے۔ وہ اس مقام کو پہچانتے تو نہیں صرف ایک جھلک کے وہ گھائل ہو چکے ہیں۔ اور ہم خوش ہیں کہ وہ پاک وجود جو ہمارے دل اور ہمارے دماغ اور ہماری روح اور ہمارے جسم پر حکومت کرتا ہے۔ اس کے حق میں مجوبانہ نعرے بھی لگائے جاتے ہیں۔ لیکن جب

ختم نبوت زندہ باد

کا نعرہ بلند ہو تو ایک احمدی کی روح کی گہرائیوں سے نکلنے والا عارفانہ نعرہ ہی سب سے زیادہ بلند ہونا چاہئیے۔

پس آج میں آپ کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ "خاتم الانبیاء زندہ باد" بحیثیت ایک عارفانہ نعرہ کے ہمارا نعرہ ہے اور علم و عرفان نہ رکھنے والوں کے منہ سے نکلے تو وہ مجوبانہ نعرہ ہے البتہ یہ مجوبانہ نعرہ سنکر بھی ہمارے دل خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے محبوب کے نور کی ایک جھلک کو تو انہوں نے دیکھ لیا۔ خواہ ماضی کے دھندلکوں ہی میں کیوں نہ دیکھا ہو۔ پس اگر کہیں یہ نعرہ بلند ہو تو آپ زیادہ شوق سے زیادہ پیار سے اس کے اندر شامل ہوا کریں۔ دوسروں کی آواز اگر پہلے آسمان تک پہنچتی ہو۔ تو آپ کی آواز ساتویں آسمان سے بھی بلند ہو کر خدائے عزّ وجل کے عرش تک پہنچے۔ تا ہمارے آقا ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوں کہ میرے کامل متبعین میرے عشق میں مستانہ وار یہ نعرہ لگا رہے ہیں۔

خاتم الانبیاء زندہ باد

دوسرا نعرہ جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم نے پایا ہے وہ بھی ہم نے ہی پایا ہے کوئی اور وہ نعرہ بھی

عارفانہ نعرہ

کے طور پر نہیں لگا سکتا۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کی حیثیت سے دُنیا کے محسنِ اعظم ہیں۔ اور اس میں کوئی شک اور کلام نہیں۔ میں اس کی وضاحت میں اختصار سے صرف چار باتوں کو لوں گا — اوّل۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسان پر جو احسان عظیم ہوا وہ شرفِ انسانی کا قیام ہے۔ پہلے بزرگ انبیاءؑ نے شرفِ انسانی کو قائم نہیں کیا — انہوں نے اپنی قوم کی ضرورتیں پوری کیں۔ ان کی تربیت کی طرف بڑی توجہ دی۔ دعاؤں کے ساتھ جس حد تک ممکن تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کی تربیت کی اور ان کو ٹھیک اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق مطہر بنانے کی کوشش کی۔ اس میں تو شک نہیں لیکن شرفِ انسانی کا قیام ان کے لئے ممکن نہیں تھا۔ وہ تو مبعوث ہی ہوئے تھے ایک خاص زمانہ اور ایک

> "حقیقی معنی میں اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی "خاتم الانبیاء زندہ باد" کا نعرہ لگا سکتا ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔ ... ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے۔ ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائی ہماری روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرہ ذرہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ خاتم الانبیاء زندہ باد۔ ختم المرسلین زندہ باد"

خاص قوم کی طرف. شرف انسانی کا قیام

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر خاص احسان ہے

اور صرف آپ سے تعلق رکھتا ہے معلوم دنیا اور غیر معلوم خطوں میں بسنے والے ہر فرد کی عزت اور شرف کو آپؐ نے قائم کیا۔ دنیا میں اس وقت بعض ایسے خطے بھی تھے جن کے متعلق عرب میں بسنے والوں کو کوئی علم نہیں تھا مثلاً Red Indians (ریڈ انڈین) ہیں جو دنیا کے اس خطے میں جو اب امریکہ کہلاتا ہے بستے تھے۔ بعثت نبی اکرمؐ کے وقت آپؐ کے پہلے مخاطب عرب میں بسنے والوں کو ان کا علم نہ تھا۔ حضرت نبی کریم ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نامعلوم خطۂ زمین میں بسنے والے انسان کی عزت اور احترام اور اس کا شرف بھی قائم کیا. آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی ایسے انسان کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانی جو عرب میں بستا ہو یا حبشہ میں بستا ہو یا افریقہ میں بستا ہو بلکہ یہ فرمایا کہ انسان جہاں بھی بستا ہو تمہیں اس کا علم ہو یا نہ ہو اس کے جذبات کو ٹھیس نہیں لگانی۔

جس وقت ہمارا تعلق ان قوموں سے قائم ہوا جن کا علم اس زمانہ کو نہیں تھا. تو ہم ایک مسلمان احمدی کی حیثیت سے (اور ہم سے پہلے بزرگ جو تھے وہ بھی ایک کامل متبع کی حیثیت سے اور ہم بھی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع کی حیثیت سے) ان کو جا کر یہ کہتے ہیں اور ایسا کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تمہارا خیال کسی اور نے نہیں رکھا۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارا خیال رکھا اور باوجود اس کے کہ اس وقت دنیا تمہارے وجود کو بھی نہیں جانتی تھی تمہارے متعلق یہ حکم چھوڑ گئے کہ جب تم بحیثیت انسان ہمارے ساتھ ملاپ کرو تو تمہاری بھی ویسی ہی عزت اور احترام کیا جائے۔ جو ہم آپس میں اپنے ملک کے رہنے والوں یا اپنے براعظم کے رہنے والوں سے کرتے ہیں۔ وہی عزت اور احترام ہم تمہارا بھی قائم کریں گے۔

مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (حٰمٓ سجدہ آیت ۷)

کا ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن عظیم میں لگایا گیا۔ جس نے

تمام انسانوں کو بحیثیت انسان ایک مقام پر لا کر کھڑا کر دیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا تو کوئی اور وجود نہ پہلوں میں پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ آپؐ کے منہ سے یہ کہلوایا کہ میں تمہارے جیسا انسان اور تم میرے جیسے انسان ہو۔ اس سے انسان کی اتنی عزت اور احترام قائم ہو گیا کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ سب انسانوں کو اس مقام پر کھڑا کر کے پھر آپؐ نے کہا دیکھو! میں تمہارے جیسا انسان ہوں، میرے اندر بھی تمہارے جیسی قوتیں اور استعدادیں ہیں آؤ اب دیکھو میں اخلاقی دنیا میں، میں روحانی دنیا میں کس طرح بلندیاں اور رفعتیں حاصل کرتا ہوں۔ میں تو اپنے ظرف کے مطابق اونچا جاؤں گا۔ تم بھی اپنے ظرف کے مطابق بلندیوں کو حاصل کر سکتے ہو اس لکیر پر جہاں سب برابر کر دیئے گئے ٹھہرنا نہیں بلکہ بلندیوں کی طرف پرواز کرنی ہے۔ لیکن اس مقام پر اس سطح پر سب کو یہ کہہ کر اکٹھا کر دیا۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

پس انسانیت پر سب سے بڑا جو احسان حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی بحیثیت انسان عزت قائم کی اور اسکا احترام قائم کیا اور اس کا شرف اور مرتبہ قائم کیا۔

دوسرا عظیم احسان جو انسان پر بحیثیت انسان ہمارے محبوب خاتم الانبیاءؐ نے کیا وہ یہ تھا کہ انسان کے حقوق قائم کئے اور ایسے سامان پیدا کئے اور ایسی تعلیم دی کہ اگر ہم اس تعلیم پر چلیں تو سارے انسانوں کے حقوق انہیں مل جاتے ہیں (اس تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاؤنگا۔ اقتصادی اصول پر میرے خطبات چھپ چکے ہیں ان میں میں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں کہ) حقوق انسانی کی جو تعریف قرآن عظیم نے کی ہے وہ انسانی عقل کر ہی نہیں سکتی وہ صرف ربانی الہام ہی کر سکتا ہے۔

اس وقت وہ جو انسان کے سب سے بڑے ہمدرد بنتے ہیں وہ اشتراکی ہیں۔ لیکن ان سے بھی جب پوچھا جائے کہ تم کہتے تو یہ ہو کہ اقتصادی میدان میں انسان کو اس کی ضرورتیں ملنی چاہئیں۔ پھر تم نے ضرورتوں کی تعریف کیوں نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ چین میں ضرورت سے کچھ اور مراد لی جاتی ہے اور یوگوسلاویہ میں ضرورت سے کچھ اور مراد لی جاتی ہے۔ اور روسیوں کے نزدیک روس میں انسانی needs (نیڈز) ضروریات کچھ اور ہیں۔ اور ان علاقوں میں جہاں روسیوں کا اثر و رسوخ ہے۔ یعنی جو ان کے satellites (سٹلائٹ) کہلاتے ہیں۔ ان میں انسانی needs (نیڈز) ضروریات کچھ اور بن گئی ہیں۔

غرض یہ کہہ دینا تو کافی نہیں تھا کہ

"To each according to his needs"

یعنی یہ کہ ہر ایک کی ضرورت پوری ہونی چاہیئے اور پھر انسان خاموشی اختیار کر لے۔ گویا کہ پتہ ہی نہیں کہ ضرورت ہے کیا چیز۔

> انسانیت پر سب سے بڑا جو احسان حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی بحیثیت انسان عزت قائم کی اور اس کا احترام قائم کیا اور اس کا شرف اور مرتبہ قائم کیا۔
>
> دوسرا عظیم احسان جو انسان پر بحیثیت انسان ہمارے محبوب خاتم الانبیاءؐ نے کیا وہ یہ تھا کہ انسان کے حقوق قائم کئے۔

قرآن کریم نے

حقوق انسانی کی اتنی حسین تعریف

کی ہے کہ اس کے حسن سے انسانی عقل خیرہ ہو جاتی ہے اور آدمی یہ سمجھتا ہے کہ کہاں جا کر انسانی عقل ٹھہر جاتی ہے۔ اور آگے بڑھنے کے لئے الہامی روشنی کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ رب العالمین ہے۔ اللہ نے ہر فرد واحد کو پیدا کیا اور اس میں جتنی قوتیں اور قابلیتیں اور استعدادیں نظر آتی ہیں وہ اللہ تعالےٰ نے پیدا کیں اور اس نے بحیثیت رب ہونے کے ان تمام قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما کے سامان پیدا کئے ہیں۔ کم سے کم نشوونما نہیں بلکہ نشوونما کے کمال تک پہنچنے کے سامان پیدا کئے ہیں اور ہر شخص جو قوت اور استعداد رکھتا ہے۔ اس قوت اور استعداد کو نشوونما کے کمال تک پہنچانے کے لئے جس چیز کی بھی اسے ضرورت ہے وہ اس کا حق ہے اور وہ اسے ملنا چاہیئے۔ اگر وہ حق اسے نہیں ملتا تو وہ مظلوم ہے اور اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اسے اس کا حق دلوائے مثلاً ایک ہونہار اور ذہین بچہ جو آج آئن سٹائن (جو ایک مشہور غیر ملکی سائنسدان ہے) جیسا دماغ رکھتا ہے یا ہمارے ڈاکٹر عبدالسلام جیسا دماغ رکھتا ہے مگر ایک غریب گھرانہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ بعض غریب گھرانوں میں بڑے ذہین بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کالج کے زمانہ میں بھی ایسے طالب علموں کی جہاں تک ہم سے ہو سکا جہاں تک ہمارے بس میں تھا۔ ہم مدد کیا کرتے تھے۔ اور اب بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اگر کوئی ایسا ہونہار طالب علم میرے علم میں آ جائے تو میں اسے کہہ دیا کرتا ہوں کہ تم علم میں ترقی کرتے چلے جاؤ۔ غیر ملک میں بھی تمہیں بھجوائیں گے۔ تمہارا ذہن زیادہ سے زیادہ جو تعلیم حاصل کر سکتا ہے وہ تمہیں دلوائیں گے یہ حق ہے جسے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں قائم کر دیا ہے۔

ایک شخص کو اللہ تعالےٰ نے اس قسم کی جسمانی قوتیں عطا کی ہیں کہ وہ ان قوتوں کی صحیح نشوونما کے بعد گاماں پہلوان (مشہور پہلوان ہے) کو بھی گرا دے مگر وہ ایک ایسے غریب گھرانے میں پیدا ہوا جہاں نہ تو اسے وہ دودھ ملے نہ وہ مکھن ملے نہ وہ بادام ملیں۔ نہ وہ دیگر چیزیں جو پہلوان کھاتے ہیں وہ اسکو میسر ہوں، نہ مالش کے لئے تیل ملے نہ مالش کرنیوالے اسکو ملیں تو اسکا جسم نشوونما نہیں کرے گا۔

قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے اس کو جو جسمانی قوت عطا کی ہے۔ اس کی جسمانی قوتوں کو کمال تک پہنچاؤ۔ دیکھو ایسا آدمی جو یہ سمجھ رہا ہو کہ میرا رب کتنا پیار کرنے والا ہے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مجھ پر کتنا احسان ہے کہ میرے جسم کی ہر ضرورت جو تھی اس کو بطور حق کے قائم کیا اور دلوایا۔ غرض وہ گاماں پہلوان بھی بنے گا اور خدا رسیدہ انسان بھی ہوگا یعنی اگر اللہ تعالےٰ کے لئے شکر کے جذبات ہونگے تو وہ خدا رسیدہ انسان بھی ہوگا وہ محض ایک پہلوان نہیں ہوگا۔

پس اسلام نے صرف یہ نہیں کہا کہ تمہاری ضرورتیں پوری کریں گے اور پھر وہ خاموش ہوگیا۔ اسلام نے یہ کہا ہے کہ جو بھی تمہاری طاقتیں ہیں۔ ان کو نشوونما کے کمال تک پہنچانے کے لئے ہم تمہارے حقوق قائم کرتے ہیں۔ فقیر اور بھیک منگا نہیں بنایا بلکہ فرمایا کہ تمہارے حقوق قائم کرتے ہیں اور تمہیں یہ حقوق دلوائیں گے اور

حقوق کی تعریف

یہ کی کہ جہاں ہمیں واقعی کوئی قوت اور استعداد نظر آتی ہے (بعض دفعہ تو ماں ایک بدصورت بچے کو بھی خوبصورت سمجھتی ہے اس کی میں بات نہیں کر رہا) ایک خوش قسمت انسان ہے جسے اللہ تعالےٰ نے واقعی اچھا ذہن عطا کیا ہے یا جسمانی طاقتیں دی ہیں یا اخلاقی طاقتیں دی ہیں۔ وہ ساری طاقتیں کمال نشوونما تک پہنچنی چاہئیں۔ ان کی حقیقی اور کامل نشوونما ہونی چاہیئے۔

غرض یہ احسانِ عظیم انسانیت پر بحیثیت انسان کے ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اگر ہندو ہو تو اس کی طاقتوں کو ضائع کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نہیں کہا کہ اگر ایک عیسائی ہو تو اس کی طاقتوں پر تبر چلاؤ۔ یہ نہیں کہا کہ اگر اللہ تعالےٰ کو گالیاں دینے والا دہریہ ہو تو اس کی کچھ پرواہ نہ کرو بلکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ فرمایا کہ دیکھو اگر کوئی اللہ تعالےٰ کو گالیاں دیتا ہے تو اللہ تعالےٰ خود گرفت کرے گا۔ اگر وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتا تو تمہیں اس کی کیا فکر ہے۔ تم نے بحیثیت انسان وہ سارے حقوق قائم کرنے اور ادا کرنے ہیں جو اسلام نے ایک انسان کے بحیثیت انسان قائم کئے ہیں۔ اور جن کے ادا کرنے کی اس نے تعلیم دی ہے۔

پس انسان کے حقوق کو قائم کیا ہے (مسلمان کے حقوق کی میں بات نہیں کر رہا) انسانی حقوق کو قائم کیا اور ایسی تعلیم دی کہ وہ حقوق ادا ہوگئیں۔ اور ایسا نظام بنایا کہ اس نظام میں وہ حقوق ادا ہو جاتے ہیں۔ غرض عظیم احسان ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بنی نوع انسان پر بحیثیت انسان۔

تیسرے انسانی جذبات کا بحیثیت انسان احترام رکھا ہے اس کی میں پہلے مثال بیان کر چکا ہوں۔

انسانی جذبات کے احترام کا یہ پہلو

بھی تفصیل ہے اس میں میں نہیں جاؤنگا مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔ اگر کسی پر جھوٹ باندھا جائے تو علاوہ اور نقصانات کے اس کے جذبات کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ کسی پر جھوٹ نہیں باندھنا خواہ وہ دہریہ ہو، عیسائی ہو، یہودی ہو، ہندو ہو، پارسی ہو، بدھ مذہب کا ہو، کوئی ہو، لامذہب ہو یا بدمذہب ہو، غرض کوئی ہو تم نے اس پر جھوٹ نہیں باندھنا۔ افتراء نہیں کرنا۔ تہمت نہیں لگانی۔ یہ ساری چیزیں علاوہ اور خرابیوں کے جذبات کو ٹھیس لگانے والی ہیں کوئی بھی ہو اس کے جذبات کا احترام کرنا ہے یہاں تک کہ اس کے اموال جو ہیں انکی حرمت کو قائم کرنا ہے۔ اس کی عزت کو قائم کرنا ہے اس کی جان کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ بحیثیت انسان ہونے کے ضروری ہے۔ یہ نہیں کہا کہ ایک مسلمان کی جان کی حفاظت تو ہر دوسرے مسلمان پر فرض ہے لیکن غیر مسلم کی جان کی حفاظت فرض نہیں ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ ہم جان کی حرمت قائم کرتے ہیں اور اسکی حفاظت کی ذمہ داری امت مسلمہ پر ڈالدی اور اس میں عربی پر عجمی کو فضیلت نہیں اور عجمی پر عربی کو فضیلت نہیں اور مسلمان پر غیر مسلم کو فضیلت نہیں اور غیر مسلم پر مسلمان کو کوئی فضیلت نہیں سب کو جذبات کے لحاظ سے ایک ہی مقام پہ کر کھڑا کر دیا ہے۔ اور یہ بڑی چیز ہے۔ اس واسطے بات کرتے وقت بڑی ہدایتیں دی گئی ہیں۔ ہم بعض دفعہ بڑی لاپرواہی کر جاتے ہیں اور اپنے بھائی سے ایسا مذاق کر دیتے ہیں جو اسکو چبھنے والا ہوتا ہے ایسا کرنا منع ہے۔ یہ بات اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب بنتی ہے۔ پس انسان کے اوپر اس کے جذبات کا اتنا خیال رکھنے کی وجہ سے کتنا بڑا احسان کیا گیا ہے۔

اور چوتھی بات جو اس وقت میں مختصراً بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک تو انسانی جذبات کا خیال رکھا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو جذبات خسیسہ بعض لوگوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ انکی یلغار سے انسان کو محفوظ رکھا۔ یہ ایک بات ہے جو اپنی جگہ پہ ہے (اور بہت ساری باتیں ہیں لیکن میں اختصار کے پیش نظر بہت سی باتوں کو چھوڑتا ہوں کافی دیر ہوگئی ہے) اور ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ

انسانیت زندہ باد کا نعرہ

بھی عارفانہ طور پر ہمارے سوا اور کوئی نہیں لگا سکتا۔ جو شخص حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس محسنانہ شان کی معرفت رکھتا ہو وہی کھڑے ہو کر دوسرے انسان کو مخاطب کرکے یہ کہہ سکتا ہے کہ انسانیت زندہ باد۔ پس ان دو نعروں کی طرف میں اس وقت جماعت کو متوجہ کرتا ہوں اشتراکیت کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ انسانیت زندہ باد کا نعرہ لگائے اور نہ کسی اور ازم کا یہ حق ہے۔ صرف اسلام کا یہ حق ہے صرف مسلمان کا یہ حق ہے۔ مسلمانوں میں دوگروہ ہو سکتے ہیں۔ یہ ممکن ہے۔ یعنی ایک وہ جن کے منہ سے عارفانہ طور پر یہ نعرہ نکلے۔ اور ایک وہ جن کے منہ سے مجبورانہ طور پر یہ نعرہ نکلے۔ لیکن یہ نعرہ لگانے کا وہی حق دار ہے۔ جس نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا اور آپؐ کی محبت میں فنا ہوگیا۔ چونکہ آپؐ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں۔ اس واسطے اس شخص کا یہ حق ہے کہ وہ دوسرے انسان کو مخاطب ہو کر یہ کہے کہ اے انسان! تیری انسانیت ہمیشہ زندہ رہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سایہ میں غیر انسانی یلغاروں سے وہ محفوظ رہے۔

> "ہم جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ادنےٰ غلام اور آپ کے مقام کو پہچاننے والے اور اس مقام کے نتیجہ میں انسانیت پر آپؐ نے جو احسان کیا ہے اس کے عرفان کی وجہ سے ہم اس بات کے سزاوار ہیں کہ انسان کو مخاطب کرکے یہ نعرہ لگائیں کہ
> انسانیت زندہ باد"

پس یہ دو نعرے ہمارے نعرے ہیں۔ ختم المرسلین زندہ باد کا نعرہ یا خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ یا ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ یہ احمدیت کا نعرہ ہے اور ہم ہی اسے عارفانہ طور پر بلند کر سکتے ہیں اور اسی طرح انسانیت زندہ باد کا نعرہ ہمارا نعرہ ہے اور ہم جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنےٰ غلام اور آپؐ کے مقام کو پہچاننے والے اور اس مقام کے نتیجہ میں اور انسانیت پر آپؐ نے جو احسان کیا ہے اس کے عرفان کی وجہ سے ہم اس بات کے سزاوار ہیں کہ انسان کو مخاطب کرکے یہ نعرہ لگائیں کہ

انسانیت زندہ باد

دوسرے بھی یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ ہم اسے سنکر خوش ہوں گے۔ لیکن ہمارے نزدیک ان کے نعرے مجبورانہ نعرے ہوں گے۔ ان کے نعرے عارفانہ نعرے نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس عرفان پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اور اللہ تعالےٰ ہمیں ہمیشہ یہ توفیق دے کہ ہم دنیا پر یہ ثابت کرتے رہیں کہ ہم ہی اس بات کے حق دار ہیں کہ

خاتم الانبیاء زندہ باد

کا نعرہ لگائیں اور ہم ہی اس بات کے حق دار ہیں کہ

انسانیت زندہ باد

کا نعرہ لگائیں۔ اللہ تعالےٰ کی توفیق ہی سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

تریاقِ اٹھرا اٹھرا کے علاج کیلئے کورس ۱۵/ روپے نورِ نظر اولادِ نرینہ کیلئے کورس ۲۵ روپے خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ فون نمبر ۳

تبلیغی علمی مجلہ
ماہنامہ الفرقان ربوہ
جس میں قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دئے جاتے ہیں غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے جس کے ایڈیٹر مولانا ابو العطاء صاحب ہیں۔
سالانہ چندہ
صرف ۶/- روپے (مینجر)

شفتل برسیم سے ہونے والا جانوروں کا مہلک اپھارہ
اکسیر اپھارہ کے ایک پیکٹ سے بفضلہ تعالیٰ منٹوں میں غائب ہو جاتا ہے۔ ہر پیکٹ پر غیر مفید ہونے کی صورت میں قیمت واپس کر دینے کی رعایت چھپی ہوتی ہے چودہ سال سے
"اکسیر اپھارہ" اسی رعایت کے ساتھ ملک بھر میں تقسیم کی جا رہی ہے۔ قیمت فی پیکٹ ایک روپیہ درجن یا زیادہ پر ۳۳ فیصدی کمیشن دو درجن یا زیادہ پر خرچ ڈاک بذمہ کمپنی — جوانات کی جملہ امراض کے علاج کے لئے لٹریچر مفت طلب کریں
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۵ کمرشل بلڈنگ لاہور / ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار
ماہنامہ تحریک جدید ربوہ
آپ خود بھی یہ رسالہ پڑھیں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی پڑھائیں۔
سالانہ چندہ چھ روپے
۶/- (مینجر)

پائلز کیور
محترم ارشاد علی خان صاحب نیشنل بنک آف پاکستان پرنسپل آفس لاہور سے تحریر فرماتے ہیں:-
"خاکسار کو پرانی بواسیر کا عارضہ تھا میں نے ۱۹۶۶ء میں پائلز کیور کی چار خوراک استعمال کیں جس کی وجہ سے اس موذی تکلیف سے خاکسار نے نجات حاصل کر لی ہے موجد محترم اس کامیاب ایجاد پر مبارکباد کے مستحق ہیں جزاکم اللہ احسن الجزاء" قیمت۔ دس روپے خرچ پیکنگ و ڈاک ڈیڑھ روپیہ
بڑے بڑے شہروں کے اچھے اچھے میڈیکل سٹورز سے دستیاب ہے
سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۵ کمرشل بلڈنگ لاہور
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

حبِ اٹھرا
مرض اٹھرا کی شہرہ آفاق دوا
مکمل کورس گیارہ تولہ بیس ۲۰ روپے
فی تولہ دو ۲ روپے
حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ
بالمقابل
ایوان محمود ربوہ

اندرون پاکستان
سالانہ قیمت	...	۳۰ ——
ششماہی	" ...	۱۶ ——
سہ ماہی	" ...	۹ ——
ایک ماہ	" ۷۵	۳ ——
خطبہ نمبر	" ...	۸ ——
فی پرچہ	" ۱۵	——

(مینجر)

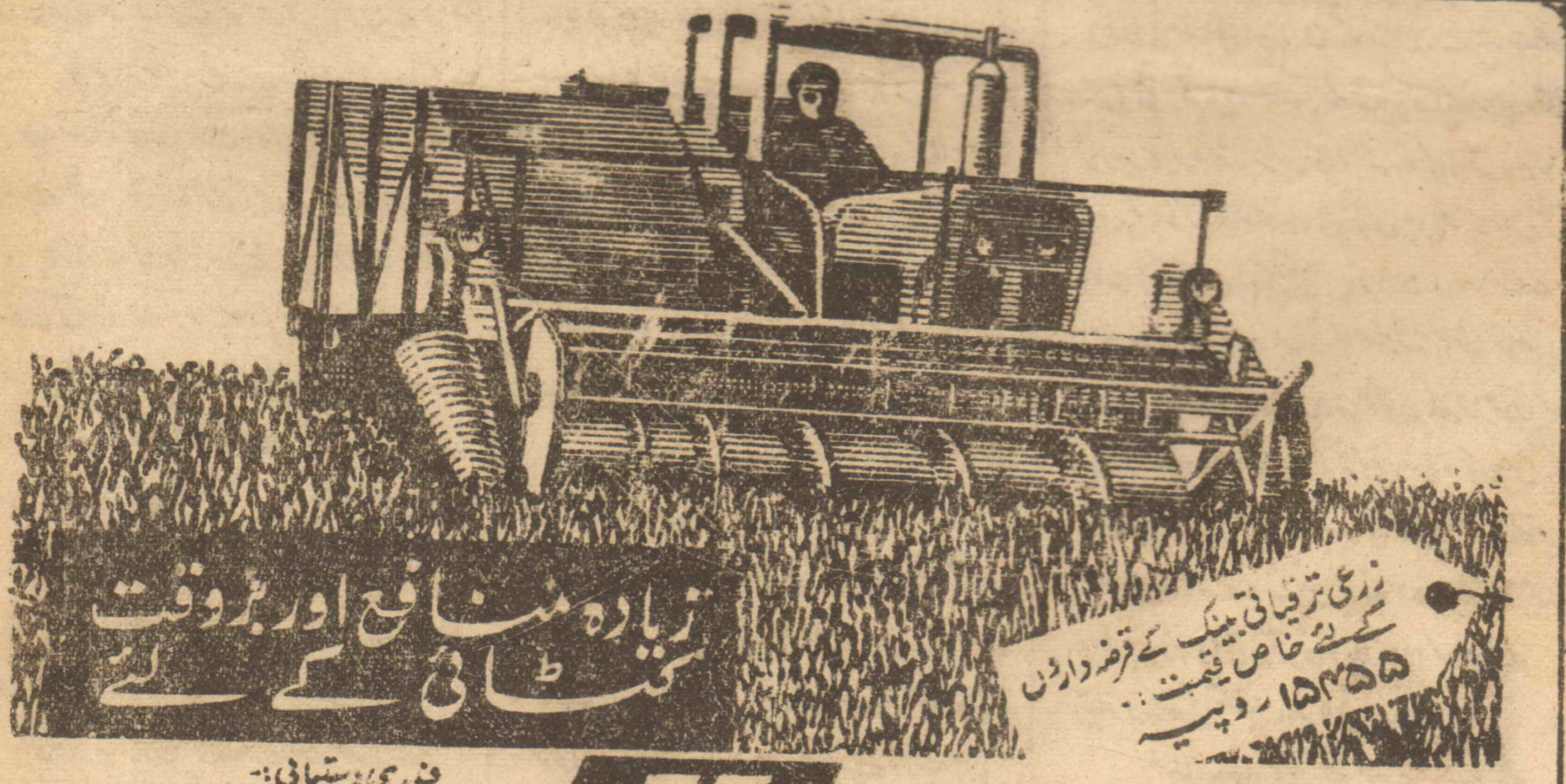

فوری دستیابی:-
گندم کی موجودہ فصل کی کٹائی کے لئے بروقت دستیاب ہونگے۔
آپریٹر ٹریننگ:-
اپنے علاقے میں ہونے والے ٹریننگ کورس کی تفصیلات کے لئے ہمیں لکھئے۔
سروس اور فاضل پرزے:-
بے مثال سروس اور فاضل پرزوں کی سہولتیں موجود ہیں۔
خاص اعلان:-
گندم کی کٹائی کے دوران کھیتوں میں ٹریننگ، مظاہرے اور سروس کا خاص انتظام ہے۔
اپنے آرڈر فوراً بک کروائیے
پہلے آیئے۔ پہلے پائیے

JF
جے ایف کمبائن ہارویسٹر
ایم۔ ایس ۷۰/۱۵۰ (ٹریکٹر کے پہلو میں لگنے والا)
۱۹۶۸ء اور ۱۹۶۹ء میں فصلوں کی کٹائی کے موقعہ پر جے ایف کمبائن کی عمدہ کارکردگی پاکستان میں ہر طرح ثابت ہو چکی ہے۔ سب سے کم قیمت والے جے ایف کمبائن ہارویسٹر، گندم، چاول اور دوسری کئی اناج فصلوں کی کٹائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ پاور ٹیک آف والے تمام معروف ٹریکٹروں کے ساتھ استعمال ہونے والے جے ایف کمبائن، خودکار کمبائن کی طرح کام کرتے ہیں پانچ فٹ عرض کی کٹائی کرتے ہوئے بھاری سے بھاری میکسی پاک فصل کو بھی تیزی سے کاٹ سکتے ہیں
پاکستان زرعی ترقیاتی بینک کے ذریعے اپنے آرڈر کی بکنگ اور ٹریننگ پروگرام میں شمولیت کیلئے ہم سے یا ہمارے کسی قریبی ڈیلر سے رابطہ قائم کیجئے۔

مغربی پاکستان کے تمام شہروں میں ڈیلر موجود ہیں

شاہنواز لمیٹڈ
۱۹۔ ویسٹ وہارف کراچی ۲۔ فون:- ۲۲۳۰۲۱-۵
برانچیں۔ لاہور۔ راولپنڈی۔ پشاور
۱۶۰۱/۵

بیاضِ استاد الاطبا
بیاض استاد الاطبا جو بہت دیر سے ختم تھی اب اس کا نیا ایڈیشن اعلیٰ کاغذ پر اضافہ کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ ضرورتمند احباب منگا سکتے ہیں۔ یہ کتاب نصرت دواخانہ ہاضموں حکیم نذیر احمد صاحب گولبازار ربوہ سے بھی مل سکتی ہے۔
قیمت ۱۲ روپے حکیم محمد صدیق دواخانہ طب جدید ربوہ

ہر گھر میں ہر وقت رکھنے کی دوا
ہاضموں ربوہ کا مشہور تحفہ
حکیم نذیر احمد کمپنی بازار ربوہ

مرغی خانہ
کھولنے کیلئے
متواتر انڈے دینے والی
بہترین وائٹ لیگھارن نسل کے یکروزہ چوزے
خلیل پولٹری فارم ربوہ
سے حاصل کریں ریٹ یکروزہ چوزے ۱۵۰/- روپے سینکڑہ تین ہفتہ کی پٹھیاں ۳۰۴ روپے سینکڑہ تین ہفتہ کے مرغ ۸۰/- روپے سینکڑہ (مینجر)

زوجامِ عشق مشہور و معروف نسخہ! اعصاب اور پٹھوں کی طاقت کا بے نظیر علاج ۔ خوراک گولیاں ۹۰ قیمت بیس روپے دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ

ربوہ میں جماعتِ احمدیہ کی ۵۱ ویں مجلس مشاورت شروع ہوگئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے پُرسوز اجتماعی دعا اور ایمان افروز خطاب سے افتتاح فرمایا

ایجنڈے میں درج شدہ تجاویز پر غور و فکر اور سفارشات مرتب کرنے کیلئے تین سب کمیٹیوں کا تقرر

ربوہ ۲۸۔ امان — ۲۷؍ امان ۱۳۴۹ ہش مطابق ۲۷؍ مارچ ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک ۴ بجے سہ پہر "ایوانِ محمود" (ہال خدام الاحمدیہ مرکزیہ) میں جماعتِ احمدیہ پاکستان کی ۵۱ ویں مجلس مشاورت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان شروع ہوگئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق ۴ بجے سہ پہر "ایوانِ محمود" میں تشریف لاکر پُرسوز اجتماعی دعا اور ایک نہایت ایمان افروز تفصیلی خطاب کے ساتھ مجلس شوریٰ کا افتتاح فرمایا۔ افتتاحی اجلاس میں جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرِ صدارت ۴ بجے سہ پہر سے شام چھ بجے کے بعد تک جاری رہا ایجنڈے پر غور و فکر۔ اور اس میں درج شدہ تجاویز کے بارہ میں سفارشات مرتب کرنے کے لئے تین سب کمیٹیوں کا تقرر عمل میں آیا۔

نمائندگانِ کرام کے ہال میں مقررہ نشستوں پر بیٹھنے کے بعد حضور ایدہ اللہ ۴ بجے سہ پہر ایوانِ محمود میں تشریف لائے۔ جملہ نمائندگان نے احتراماً کھڑے ہو کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد شوریٰ کے افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا جو حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید نے کی۔

تلاوتِ قرآن مجید کے بعد حضور نے مجلسِ شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا دعا کے ساتھ اِس شوریٰ کو ہم شروع کریں گے اللہ تعالیٰ آپکو اپنی ذہانت اپنی فراست اور اپنے اخلاص کا نچوڑ اور مجھے بھی اپنی ذہانت اپنی فراست اپنے عزم اور اپنی ہمّت کا نچوڑ اپنے رب کے حضور پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، وہی ہمارا راہبر و ہادی بنے اور ہمیں اپنی تائید و نصرت سے نوازے۔

اِن مختصر دعائیہ کلمات کے بعد حضور نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ نمائندگانِ کرام اور دیگر حاضرین شریک ہوئے۔ اِس طرح مجلسِ شوریٰ کا افتتاح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ عمل میں آیا۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے نمائندگان کو ایک نہایت ایمان افروز تفصیلی افتتاحی خطاب سے نوازا جو قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں ایک عظیم روحانی و جسمانی انقلاب رونما ہونا مقدر تھا۔ یہ انقلاب آپؑ کی بعثت کے بعد اوّل دن سے ہی رونما ہوتا چلا آرہا ہے۔ ہم اِس عظیم انقلاب کے بروئے کار آنے کے سلسلہ میں مختلف ادوار میں سے گزرے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم اِس انقلابِ عظیم کے ایک نئے دَور میں داخل ہو چکے ہیں جس میں غیر معمولی رنگ میں آسمان سے فرشتوں کا نزول شروع ہو چکا ہے۔ جس طرح پھل پکنے پر درختوں کی ٹہنیوں کو ہلایا جاتا ہے اور ٹہنیوں کو ہلانے کے نتیجہ میں پھل زمین پر گرنے لگتے ہیں اسیطرح اب یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو ہو کر اطراف و جوانبِ عالم میں لوگوں کے دلوں کو ہلا رہے ہیں پکّے ہوئے پھل گر رہے ہیں اور دنیا ان سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ بکثرت ایسے آثار ظاہر ہو رہے ہیں جو اِس امر کے آئینہ دار ہیں کہ اِس نئے دَور میں ملائکۃ اللہ تیز حرکت میں ہیں اور ان کی روحانی تاثیرات روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جا رہی ہیں۔ جہاں ملائکہ کا یہ نزول اور انکی روحانی تاثیرات ہمارے لئے خوشی کا موجب ہیں وہاں ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ جب ملائکہ میں غیر معمولی حرکت ہو تو الٰہی جماعتوں کی ذمّہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ ان کے لئے پہلے سے زیادہ قربانیاں پیش کر کے اپنی نئی ذمّہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ضروری ہوتا ہے۔

حضور نے اِس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے متعدد ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جو اِس امر کے آئینہ دار تھے کہ کس طرح ملائکہ میں غیر معمولی حرکت کی وجہ سے بیرونی ممالک اور بالخصوص عرب علاقوں میں بعض ذی اثر لوگوں کے دل حق کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں اور وہ قبولِ صداقت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ یہ سب تازہ واقعات اِس قدر ایمان افروز اور روح پرور تھے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے اِن درخشندہ نشانوں پر حاضرین کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہوگئے اور وہ فرطِ مسرت سے جھوم اُٹھے۔ تائید و نصرتِ الٰہی کے اِن تازہ واقعات کے تذکرہ کے بعد حضور نے احباب کو اِس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ملائکہ میں تیز حرکت سے یہ آثار اور ان آثار کے نتیجہ میں مختلف اقوام کی سعید روحوں کا حق کی طرف یہ ایمان افروز میلان علامت ہے اُس روحانی پیاس کی جو آج ہر طرف لوگوں کو لگی ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا فرشتوں نے حرکت میں آکر پیاس لگادی ہے اب اِس پیاس کو بجھانا اور حق کی متلاشی روحوں کو سیراب کرنا آپ کا کام ہے۔ فرشتوں کا کام تھا کہ وہ حرکت پیدا کریں سو انہوں نے وہ حرکت پیدا کر دی ہے اور برابر کر رہے ہیں اب آپ کا کام ہے کہ لوگوں کی اِس پیاس کو بجھانے کا سامان کریں۔

اِس ضمن میں حضور نے ایک مضبوط پریس کے قیام اور کسی نہ کسی بیرونی ملک میں ایک براڈکاسٹنگ سٹیشن کے قیام کی اہمیت پر خاصی تفصیل سے روشنی ڈالی اور اِس سلسلہ میں ابتدائی مساعی اور ان کے نتائج سے نمائندگان کو آگاہ فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا پرنٹنگ پریس قائم کرنے کی ذمّہ داری جس میں دنیا کی مختلف زبانوں میں حسبِ ضرورت اسلامی کتابیں چھپ سکیں، پاکستان کی جماعتہائے احمدیہ پر ہے اور براڈکاسٹنگ سٹیشن قائم کرنے کی ذمّہ داری بیرونی ملکوں کی جماعتوں پر ہے۔ حضور نے احباب کو تبلیغِ اسلام کی غرض سے اِن دونوں اہم کاموں کی تکمیل کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرنے اور اِس ضمن میں عائد ہونے والی ذمّہ داریاں ادا کرنے کیلئے تیار رہنے کی تلقین فرمائی۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے مغربی افریقہ کے اپنے مجوزہ دَورہ کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ ماہِ شہادت میں وہاں جانے کا پروگرام ہے۔ حضور نے اِس دَورہ کی کامیابی کے لئے بھی خصوصیت سے دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی نیز بعض دوستوں کی متعدد خوابوں کی بناء پر منافقوں کے ضرر سے جماعت کے محفوظ رہنے، راستہ کی مشکلات کے دُور ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی حالیہ بشارتوں کے پورا ہونے کے لئے بھی خصوصی دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کو کسی بشارت سے نوازتا ہے تو وہ ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے۔ بشارت تو ایک کام کے خوشکن نتیجے اور انجام کی نشاندہی کرتی ہے۔ جہاں تک بندوں کا تعلق ہے اُس نتیجے اور انجام کے لئے جتنی کوشش کی ضرورت ہے اس میں انہیں کسر اُٹھا نہیں رکھنی چاہیئے اور جتنی دعاؤں کی ضرورت ہے وہ دعائیں کرنے میں بھی انہیں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیئے۔ بہرحال بشارتوں کے پورا ہونے کے لئے بھی دعا اور تدبیر کو کمال تک پہنچانا ضروری ہوتا ہے۔

اِس روح پرور اور ایمان افروز خطاب کے آخر میں حضور نے دعائیہ کلمات کہتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس وقت فرشتوں میں جو ایک تیز حرکت جاری کی ہے وہ ہمیں اسکے مطابق قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اُس کے حضور سرخرو ٹھہریں۔ حضور نے فرمایا اگر آج ہم نے خدا تعالیٰ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے مُنہ موڑا تو پھر نہ اِس دنیا میں اور نہ اُس دنیا میں ہمارا کوئی ٹھکانہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ افریقہ کے لوگوں کو بھی توفیق دے کہ وہ نور کی طرف بڑھیں اور اِس طرح اپنے لئے بھی عزت کے سامان کریں اور باقی دنیا کے لئے بھی۔

نمائندگانِ شوریٰ کو افتتاحی خطاب سے نوازنے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ سابق صوبہ پنجاب و بہاولپور کو اسٹیج پر آکر اجلاس کی بقیہ کارروائی جاری رکھنے میں ہاتھ بٹانے کی ہدایت فرمائی چنانچہ اِس اجلاس میں انہیں حضور کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھ کر حضور کی زیرِ ہدایت بقیہ کارروائی کو جاری رکھنے کا خصوصی شرف حاصل ہوا۔

بعدہٗ ایجنڈے پر غور کرنے کے لئے حضور نے نمائندگان کے مشورہ سے حسبِ ذیل تین سب کمیٹیوں کی تشکیل منظور فرمائی اور ان کے صدر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان مقرر فرمائے:۔

(۱) سب کمیٹی نظارت علیا و نظارت اصلاح وارشاد — تعداد اراکین ۲۶ — صدر:۔ ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ سرگودہا — سیکرٹری:۔ مکرم مولوی نسیم سیفی صاحب۔

(۲) سب کمیٹی بیت المال — تعداد اراکین: ۳۵ — صدر:۔ مکرم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب گوجرانوالہ — سیکرٹری:۔ مکرم پروفیسر حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

(۳) سب کمیٹی تحریک جدید و وقفِ جدید — تعداد اراکین: ۳۰ — صدر:۔ مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب لاہور — سیکرٹری:۔ مکرم حافظ عبد السلام صاحب وکیل المال ثانی تحریکِ جدید۔

سب کمیٹیوں کے تقرر کے بعد مجلسِ شوریٰ کا افتتاحی اجلاس چھ بجے شام کے بعد اختتام پذیر ہوا ٭

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴